علاقائی انتخاب کے مرحلے میں یہ گند صاف ہو جائے اور روس کے پاس اخلاقی جواز کا یہ تنکا بھی باقی نہ رہے۔

- اہم ترین بات نفسیاتی ہے۔ صدیوں میں یہ موقع سامنے آیا ہے کہ طاقتور، خون آشام اور جابر روس کو مار کھانے کے بعد پھیرے لگا لگا کر امن کی بھیک مانگنی پڑی ہے۔

آخری اُمید افزا بات یہ ہے کہ چیچنیا نے روز اول سے روس کی بالادستی کو قبول نہیں کیا۔ کشمکش کی جہت حالات کے تحت ضرور بدلتی رہی لیکن یہ کسی دور میں ختم نہیں ہوئی۔ جس دیس کے ہر دل میں غاصب کے لیے نفرت اور عداوت کے سوا کچھ نہ ہو۔ اسے زنجیریں پہنائی جا سکتی ہیں، قوت کے بل پر مروڑا اور توڑا جا سکتا ہے لیکن جھکایا نہیں جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جس طرح گرم کشمکش میں چیچن جانباز اس کی نصرت اور تائید سے سرفراز رہے، مذاکرات اور معاہدات کی میز پر بھی وہ اُس کی ہدایت اور رہنمائی سے محروم نہ رہیں اور اُس فریب خوردگی سے بچیں جس کا شکار عصری تاریخ کی اکثر مسلم قومیتیں ہوئیں۔

محمد ارشد خان

روس - چیچن معاہدہ امن: ایک تجزیہ

تقریباً دو سال کی طویل جنگ کے بعد چیچنیا میں بالآخر جنگ بندی معاہدہ طے پا گیا ہے۔ ۲۸ اگست کو روسی سکورٹی کونسل کے سربراہ الیگزنڈر لیبد اور چیچن فوج کے سربراہ اسلان مسخادوف کے درمیان ایک طویل ملاقات کے دوران یہ معاہدہ طے پایا۔ معاہدہ میں چیچنیا کے مستقبل کے یقین کے مسئلہ کو ۳۱ دسمبر ۲۰۰۱ء تک معرض التواء میں رکھا گیا ہے۔ معاہدے پر دستخط کے بعد الیگزنڈر لیبد نے چیچن بحران کے حل کے لیے فوجی آپشن کو مسترد کرتے ہوئے کہا: "ہم جنگ ختم کر رہے ہیں اور (روسی) فوجی واپس بلا رہے ہیں"۔ ایک چیچن رہنما سید حسن ابو مسلموف نے —— جنھوں نے اسلان مسخادوف کے ہمراہ جنگ بندی معاہدہ کی دستاویز پر دستخط کیے —— کہا: "ہمارے موقف میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی، چیچنیا آزاد ہے۔ کیونکہ دستاویز میں کہیں بھی اس بات کا تذکرہ نہیں کہ چیچنیا روس کا حصہ ہے"۔ یہ معاہدہ الیگزنڈر لیبد، OSCE کے نمائندے اور اسلان مسخادوف کے درمیان ساڑھے سات گھنٹے کے طویل مذاکرات کے بعد عمل میں آیا۔ اس میں کہا گیا ہے کہ ۲۰۰۱ء تک چیچنیا کے بارے میں آئینی ترامیم متعارف کرائی جائیں گی جن کے تحت انسانی حقوق کی نگہداشت اور چیچن عوام

کے حق خود ارادیت کی ضمانت فراہم کی جائے گی اور اپنے مستقبل سے متعلق چیچن عوام کی رائے معلوم کرنے کا طریقہ کار وضع کیا جائے گا۔ الیگزنڈر لیبد نے کہا کہ چیچنیا کا مستقبل خاموشی، دانشمندی اور مہذب طریقے سے طے کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا: "چیچنیا کا سیاسی مستقبل ریفرنڈم کے ذریعے چند مہینوں یا ایک سال کے دوران بھی متعیّن کیا جا سکتا ہے۔ چیچنیا میں انتخابات کب ہوں گے؟ ۲۰۰۱ء تک چیچنیا پر حکومت کون کرے گا؟ ان سوالات کے جوابات کے سلسلے میں جنگ بندی معاہدے سے کوئی رہنمائی نہیں ملتی۔ قبل اس کے کہ ہم ۲۸ اگست کے روس - چیچن معاہدہ کے بارے میں سلسلہ کلام کو آگے بڑھائیں یہ جاننا انتہائی ضروری ہے کہ وہ کیا حالات تھے جن کے ہاتھوں مجبور ہو کر روس نے ماضی کے "قزاقوں" کے ساتھ مل بیٹھ کر ایک سمجھوتے پر دستخط کیے اور چیچن عوام کو تنازعہ کا باقاعدہ فریق تسلیم کر لیا۔

اس معاہدہ سے قبل بھی چیچنیا اور روس کے درمیان رواں سال میں جنگ بندی کے دو معاہدات ہوئے۔ جون میں طے پانے والا جنگ بندی معاہدہ صدر یلسن کی جیت کے سرکاری اعلان کے ساتھ ہی روسی افواج کی طرف سے توڑ ڈالا گیا۔ وقتی مصلحتوں سے مجبور ہو کر معاہدوں کا ڈھونگ رچانا اور مطلب برآری کے بعد انہیں در خور اعتناء نہ سمجھنا روسیوں کے لیے کوئی انہونی بات نہیں ہے۔ چنانچہ ۸ جولائی کو روس - چیچن جنگ بندی معاہدے کو بالائے طاق رکھتے ہوئے چیچنیا میں روسی فوج کے کمانڈر وچیسلاف تخومیروف نے چیچن جانبازوں کو ۹ جولائی کی شام تک تمام روسی قیدیوں کی رہائی کا الٹی میٹم دے دیا۔ انہوں نے جانبازوں کو متنبہ کرتے ہوئے کہا: "اگر ایسا نہیں کیا گیا تو مشترکہ فوجی قیادت ڈاکوؤں کے خلاف زبردست کارروائی کرتے ہوئے انہیں تہس نہس کر دے گی"۔

الٹی میٹم کی میعاد ختم ہونے کے ساتھ ہی روسی فوج نے چیچنیا کے قصبے گھکی (Gehki) کا محاصرہ کر دیا۔ ہوائی جہازوں اور بھاری توپخانے کے ذریعے شدید گولہ باری کی گئی۔ جس کے نتیجے میں ۲۰ افراد ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔ اس طرح ۱۰ جون کو طے پانے والا جنگ بندی معاہدہ بھی روسیوں کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے اپنے بدترین انجام سے دوچار ہوا۔ روسی فوج کے حملے پر تبصرہ کرتے ہوئے چیچن رہنما سلیم خان یاندر بائیف نے کہا:

> "چیچنیا میں بڑے پیمانے پر دوبارہ فوجی کارروائی شروع کرنے پر روس کو اپنی پوزیشن واضح کرنی چاہیے۔ اگر روس اشتعال انگیزی، دھوکہ دہی اور لوٹ کھسوٹ کی پالیسیوں پر بدستور عمل پیرا رہتا ہے تو چیچن جانباز بھی مناسب اقدامات اٹھانے اور موجود وسائل کے مطابق جوابی کارروائی کرنے پر مجبور ہوں گے۔ سردست میں چیچن جنگجوؤں کو روسی فوج کے خلاف جوابی کارروائی سے روکے رکھے ہوئے ہوں۔"

دن گزرنے کے ساتھ ساتھ روسی فوج کی گولہ باری اور بمباری میں شدت آتی گئی۔ متعدد دیہات

روسی فوج کی بربریت کا نشانہ بننے لگے۔ چار مزید دیہات علی رائے (Alleroi)، زینٹورائے (Zentoroi)، باچی یورت (Bachi Yurt) اور خوسی یورت (Khosi Yurt) روسی محاصرے میں آ گئے۔ جنوب مشرقی پہاڑی علاقے اور مجاہدین کے گڑھ ویدینو (Videno) کو بھی روس فوجیوں نے اپنی سفاکی کا نشانہ بنایا۔

معاہدہ کی خلاف ورزی اور دوبارہ جنگ چھیڑنے پر روس کی حقوق انسانی کی تنظیموں نے ماسکو کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا۔ ماسکو میں قائم ہلسنکی کمیٹی (Hilsinki Committee) اور "عالمی اسمبلی برائے دفاعِ حقوق انسان" نے روسی حکومت کو اپنا فرض یاد دلاتے ہوئے کہا: "صدر یلسن روس کی مسلح افواج کے سربراہ کی حیثیت سے روسی آئین اور شہریوں کے حقوق کے ضامن ہیں"۔ اسمبلی کے چیئرمین میخائل آرتنوف (Mekhail Arutunov) نے کہا: "ہم میں سے بعض لوگوں نے (صدارتی انتخاب میں) اپنا حق رائے دہی صدر بورس یلسن کے حق میں استعمال کیا۔ اور ہم چیچنیا میں جاری خون ریزی کا ذمہ بھی صدر یلسن ہی کو گردانتے ہیں۔"

روس کی طرف سے جاری فوجی کارروائی کے خلاف چیچن مجاہدین نے ٦ اگست کو ایک حیرت انگیز اور محیّر العقول کارروائی کرتے ہوئے دارالحکومت گروزنی پر قبضہ کر لیا۔ ہزاروں روسی فوجی چیچن جانبازوں کے محاصرے میں آ گئے۔ حملہ اتنا شدید اور اچانک تھا کہ روسی فوجیوں کو سنبھلنے کا موقع ہی نہ مل سکا۔ پسپا ہوتی ہوئی روسی فوج اپنے پیچھے اسلحہ کے دو ڈپو بھی چھوڑ گئی، جو مجاہدین کے ہاتھ لگے۔ اس کے علاوہ فوجی نوعیت کی دو اہم پوسٹوں پر چیچن جانبازوں نے قبضہ کر کے وہاں موجود بھاری توپخانے، بکتر بند گاڑیوں، ٹینکوں اور متعدد دیگر جنگی ساز و سامان پر قبضہ کر لیا۔ اس لڑائی میں مجاہدین نے ١٣ ہیلی کاپٹر اور جہاز مار گرائے۔ ٢٢ ٹینک اور ٣٣ بکتر بند گاڑیاں تباہ کیں۔ ٤٠٠ سے زائد روسی فوجی واصل جہنم ہوئے۔ جن میں ١٣١ اعلیٰ آفیسر شامل تھے۔ ایک میجر جنرل، ٤ کرنل اور ٩ لیفٹیننٹ کرنل بھی کام آئے۔ چیچن جانبازوں کے نقصان کا صحیح اندازہ نہیں کیا جا سکا ہے۔ تاہم ١٨ جانبازوں کے شہادت پانے اور ٥٠ کے قریب زخمی ہونے کی تصدیق ہو چکی ہے۔

چیچن جانباز گروزنی پر حملہ آور ہونے اور اس کے بعد اس پر قابض ہونے میں کیسے کامیاب ہو گئے جبکہ وہاں روسیوں کا پہلے سے قبضہ تھا۔ اس بارے میں ایک روسی جنرل پاول گولوبیٹ کہتے ہیں:

"جنگجو پرامن شہریوں کے بھیس میں پہاڑی علاقوں سے گروزنی میں داخل ہوئے جہاں پہلے سے موجود (روسی) اسلحہ اور گولہ بارود کا ایک بڑا ذخیرہ ان کے ہاتھ لگا"۔

لیکن صورت حال اس کے برعکس بھی ہو سکتی ہے۔ اس میں قطعاً شبہ نہیں کہ چیچن جانباز مبالغہ آمیز حد تک دلیر اور اپنے مقصد سے انتہائی مخلص ہیں۔ لیکن گروزنی پر قبضہ اور اسلحہ اور گولہ بارود کی ایک بڑی کھیپ مجاہدین کے ہاتھ لگنے میں خود روسی فوج کے عمل دخل سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ روسی فوج میں جرائم اور رشوت ستانی کے مرض سے کسی کو انکار نہیں۔ ممکن ہے کسی لالچ میں آ کر بعض روسی

فوجیوں نے جانبازوں کے ساتھ گروزنی پر حملے کی کارروائی میں تھوڑا بہت تعاون کیا ہو۔ اس خیال کی تصدیق الیگزنڈر لیبد کے اس بیان سے بھی ہوتی ہے، جس میں انہوں نے وزیر داخلہ پر یہ الزام لگایا ہے کہ گروزنی پر جانبازوں کے کامیاب حملے سے قبل وزارت داخلہ کے دستوں نے جان بوجھ کر انہیں شہر میں گھسنے کی اجازت دی۔ الیگزنڈر لیبد نے کئی دیگر وجوہات کے ساتھ ساتھ مذکورہ الزام کی بنیاد پر صدر بورس یلسن سے وزیر داخلہ کی برطرفی کا مطالبہ بھی کیا۔

جانبازوں اور روسی فوجوں کے درمیان جنگ کے دوران مرنے والوں کی نعشوں اور زخمیوں کو نکالنے کے لیے ۹ اگست کو عارضی جنگ بندی عمل میں آئی۔ اسی دوران ہزاروں محصور روسی فوجیوں کی زندگیوں کو خطرے میں دیکھتے ہوئے صدر بورس یلسن نے سیکورٹی کونسل کے سربراہ الیگزنڈر لیبد کو چیچنیا کے بارے میں اپنا نمائندہ خصوصی متعین کیا۔ انہیں چیچنیا کا بحران حل کرنے کے لیے وسیع اختیار بھی سونپے گئے۔ تجزیہ نگاروں کا خیال ہے کہ چیچن بحران کے حل کے سلسلہ میں الیگزنڈر لیبد کی تقرری کے پس پردہ کئی محرکات کار فرما ہو سکتے ہیں۔ یہ بات تو کسی سے ڈھکی چھپی نہیں رہی کہ صدر یلسن کی بیماری کے باعث ان کی جانشینی کے لیے متعدد روسی رہنما ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔ الیگزنڈر لیبد بھی انہی میں سے ایک ہیں۔ چیچن بحران کا حل اپنی نوعیت کے اعتبار سے ناممکن نہ سہی مشکل ضرور ہے۔ ممکن ہے کہ صدر یلسن کی حکومت میں شامل لیبد کے مخالفین نے انہیں نیچا دکھانے کے لیے صدر یلسن کو مشورہ دیا ہو کہ وہ لیبد کو چیچن بحران حل کرنے کی ذمہ داری تفویض کریں تاکہ ناکام اور نامراد لوٹنے والے لیبد سے انہیں کوئی خطرہ نہ رہے۔ لگتا ہے جنرل لیبد کو بھی اس امکان کا ادراک تھا۔ چنانچہ انہوں نے نئی ذمہ داری لینے کے بعد کہا "بعض لوگ چاہتے ہیں کہ میں نئی ذمہ داری سے کما حقہ عہدہ برآ نہ ہو سکوں اور زخم خوردہ ہو کر پلٹوں "۔ انہوں نے مزید کہا "مجھے کٹھن امور کی انجام دہی پسند ہے۔ مجھے ان کی انجام دہی سے خوشی حاصل ہوتی ہے"۔

صدر بورس یلسن کے لیے وہ لمحہ کیسا رہا ہو گا جب ایک طرف ماسکو میں وہ دوسری بار عہدہ صدارت کا حلف اٹھا رہے تھے اور دوسری طرف گروزنی میں ان کے ہزاروں سپاہی چیچن جانبازوں کے محاصرے میں موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا تھے۔ دو سالہ روس - چیچن جنگ کے دوران اگر کوئی ایسا موقع آیا جس میں روس کی شکست کے آثار واضح طور پر دکھائی دینے لگے تھے تو بلاشبہ وہ موقع چیچن جانبازوں کی طرف سے دارالحکومت گروزنی پر ازسر نو قبضہ تھا۔

اس حقیقت سے انکار نہیں کہ روس اور چیچنیا کی فوجی طاقت میں کوئی نسبت نہیں۔ مگر ہر کام طاقت کے بل پر نہیں ہوتا۔ مقصد کی اہمیت اور اس کے ساتھ مکمل وابستگی کسی کارروائی کی پشت پر اصل طاقت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ روسی فوج اپنی عددی اور نوعی برتری کے باوجود مٹھی بھر چیچن مجاہدین کے ہاتھوں زچ ہو کر رہ گئی۔ اور یہ جانبازوں کی ہمت اور جرأت ہی تھی جس نے صدر یلسن کو چیچنیا میں فوجی مداخلت کی غلطی کا احساس دلادیا۔ صدر یلسن نے اس سلسلہ میں کہا: "بلاشبہ چیچنیا میں

روسی فوج کی مداخلت ان کی غلطی تھی۔ چیچن بحران ہمارے جوانوں کی زندگیوں کے چراغ گل کر رہا ہے اور روس کے قومی وجود میں رستے زخم کی صورت اختیار کر گیا ہے"۔ اس طرح کے بیانات سے صاف نظر آ رہا ہے کہ روسی حکومت اور بالخصوص صدر یلسن بھی چیچنیا کی جنگ سے فوری چھٹکارا چاہتے تھے۔ چنانچہ فوری جنگ بندی کے لیے الیگزنڈر لیبد دنوں کی مسافت گھنٹوں میں طے کرتے ہوئے چیچنیا وارد ہوئے اور چیچن رہنما سلیم خان یاندر بائیف اور چیچن افواج کے کمانڈر اسلان مسخادوف کے ساتھ ملاقاتوں کے کئی دور منعقد کیے۔

جنرل لیبد اور اسلان مسخادوف کے درمیان ۱۷ اگست کو جنگ بندی معاہدہ طے پا گیا۔ لیکن ۱۹ اگست کو چیچنیا میں روسی فوج کے کمانڈر کونسٹنٹین پولیکوفسکی نے —— جنہیں وچسلاف تخومیروف کی جگہ لایا گیا تھا —— امن معاہدہ نظر انداز کرتے ہوئے ۴۸ گھنٹوں کے اندر اندر شہریوں کو گروزنی خالی کر دینے کا الٹی میٹم دیا اور جانبازوں کے خلاف ایک بڑا حملہ شروع کرنے کی دھمکی دی۔ الٹی میٹم کی میعاد ختم ہونے کے بعد روسی فوج نے جانبازوں کے ٹھکانوں پر گولہ باری اور بمباری شروع کر دی اور یوں ۱۷ اگست کو ہونے والا جنگ بندی معاہدہ بھی ٹوٹ گیا۔ صورت حال کی سنگینی کے پیش نظر الیگزنڈر لیبد اور اسلان مسخادوف نے ۲۲ اگست کو ایک بار پھر ملاقات کر کے دوبارہ جنگ بندی معاہدہ طے کیا۔ نئے معاہدے کے تحت متحارب فوجیں گروزنی خالی کر دیں گی اور شہر کا کنٹرول روس اور چیچنیا کے مشترکہ فوجی دستوں کے حوالے کر دیا جائے گا۔ لیبد نے اس معاہدہ کے بارے میں کہا "ماضی کے حریف آئندہ مل کر شہر میں اُمن عامہ کی صورت حال بہتر بنائیں گے"۔

معاہدے کے تحت روسی فوج اور چیچن جانبازوں نے شہر سے نکلنا شروع کر دیا ہے۔ چیچنیا کے پہاڑی علاقوں سے بھی روسی فوج واپس بلائی جا رہی ہے۔ بالآخر ۲۸ اگست کو الیگزنڈر لیبد اور اسلان مسخادوف کے درمیان چیچنیا کے سیاسی مستقل کے بارے میں حتمی سمجھوتے پر دستخط ہو گئے۔ اس سمجھوتے میں چیچنیا کا اصل مسئلہ —— جمہوریہ کے سیاسی مستقبل کے تعیّن کا مسئلہ —— آئندہ پانچ سالوں کے لیے منجمد کر دیا گیا ہے۔

کیا روس - چیچن جنگ بندی معاہدہ برقرار رہ سکے گا؟ کیا ۳۱ دسمبر ۲۰۰۱ء تک واقعی چیچنیا کے سیاسی مستقبل کی الجھی گتھی سلجھائی جا سکے گی؟ مزید یہ کہ ۲۰۰۱ء تک چیچنیا پر حکومت کون کرے گا؟ آیا پانچ سال تک چیچنیا آزاد و خود مختار رہے گا یا روس کے حصے کے طور پر باقی رہے گا؟ ان تمام سوالات کے بارے میں فی الوقت کسی حتمی رائے پر پہنچنا مشکل ہے۔ البتہ ایک بات طے ہے کہ روسی حکومت میں کئی افراد ایسے ہیں جو نہیں چاہتے کہ الیگزنڈر لیبد کی وساطت سے طے پانے والا معاہدہ کامیاب ہو اور چیچن جنگ بندی کا سہرا لیبد کے سر جائے۔ کیونکہ انہیں خطرہ ہے روسی صدر بورس یلسن بیمار رہنے کے باعث زیادہ عرصہ اقتدار میں نہیں رہ سکیں گے۔ اور جنرل لیبد امن معاہدہ سے شہرت پا کر یلسن کے جانشین کی حیثیت سے اُبھر کر سامنے آ جائیں گے۔ وزیر اعظم وکٹر چرنامیر دین، اناطولی

چوبائیس اور وزیر داخلہ اناطولی کولیکوف کبھی بھی اس امر کے خواہاں نہیں ہوں گے کہ چیچن - روس اُمن معاہدے کے حوالے سے لیبد روسی عوام کے ہیرو بن کر اُبھریں اور مستقبل قریب میں ان کے اقتدار کے لیے خطرہ کا باعث بنیں۔ چنانچہ وہ اس معاہدے کو سبوتاژ کرنے کی کسی بھی ممکنہ کوشش سے باز نہیں آئیں گے۔

جنگ بندی معاہدہ کی کامیابی یا ناکامی میں روسی افواج بھی اہم کردار ادا کرنے کی پوزیشن میں ہیں۔ معاہدے کے نتیجے میں فوجی اخراجات کی مد میں مخصوص کردہ رقوم میں کمی کر دی جائے گی۔ جو شاید فوج کے لیے قابل قبول نہ ہو گی۔ چیچنیا میں متعین روسی افواج کے اہل کار تو اسلحہ اور گولہ بارود تک چیچن جانبازوں کے ہاتھوں فروخت کرنے سے نہیں چوکتے تھے۔ اب چیچنیا کی جنگ کے خاتمہ سے ان کا "حقہ پانی" بند ہو جائے گا۔ اگست کے تیسرے ہفتے کے دوران لیبد اور اسلان مسخادوف کے درمیان طے پانے والے جنگ بندی معاہدہ کے بعد چیچنیا میں متعین روسی دستوں کے کمانڈر کونسٹنٹین پولیکوفسکی کی طرف سے گروزنی پر زبردست حملے کا الٹی میٹم اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہو سکتی ہے۔ الیگزنڈر لیبد خود بھی فوجی افسران کی اس روش سے بخوبی آگاہ ہیں۔ چنانچہ فوجی آفیسروں کی چیچنیا کی جنگ میں دلچسپی کی وجہ بیان کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں: "بعض لوگ چیچنیا کی جنگ سے ذاتی مفاد اٹھا رہے ہیں"۔ انہوں نے مزید کہا: "چیچن جنگ تجارت کا ذریعہ بن گئی ہے"۔ اس سے ہٹ کر چیچنیا میں روسی فوجوں کی جانبازوں کے ہاتھوں ذلت آمیز شکست بھی روسی فوجی قیادت کو انتقام کی آگ میں جھلساتی رہے گی اور اس کی طرف سے معاہدہ کی ناکامی کے لیے درپردہ کوششوں کا امکان عین وارد ہے۔

معاہدہ کا انجام کچھ بھی ہو ایک بات کھل کر سامنے آ گئی ہے کہ ماضی میں چیچن جانبازوں کو لٹیرے اور راہزن کہنے والا روس اب انہیں تنازعہ کے ایک فریق کی حیثیت سے قبول کر چکا ہے۔ ۲۸ اگست کو لیبد اور اسلان مسخادوف کے درمیان طے پانے والے معاہدہ میں چونکہ کہیں بھی اس بات کا تذکرہ نہیں کہ چیچنیا روس کا حصہ ہے اس لیے چیچن عوام اب بھی اپنے آپ کو آزاد تصوّر کر رہے ہیں۔

روس کو بھی اس معاہدہ سے کچھ نہ کچھ فائدہ ضرور حاصل ہوا ہے۔ چیچنیا میں روسیوں کی ذلت و رسوائی کے پیشِ نظر وہ نفسیاتی طور پر باعزت پسپائی کے لیے تیار تھے۔ گروزنی پر مجاہدین کے حملے نے روسیوں کو گو آبرومندانہ طریقے سے نہ سہی مگر پھر بھی چیچنیا سے اپنی فوجوں کے انخلاء کے لیے ایک موقع فراہم کر دیا۔

جہاں تک چیچنیا کے مستقبل کا تعلق ہے، اسے ۲۰۰۱ء تک منجمد کر دیا گیا ہے۔ پانچ سال بعد روس میں حالات کیا ہوں گے؟ کریملن کے تخت اقتدار پر کن لوگوں کا قبضہ ہو گا؟ اور اس وقت کے حکمرانوں کا چیچن علیحدگی پسندی کے بارے میں روّیہ کیا ہو گا؟ یہ ایسے سوالات ہیں جن کے کوئی متعین جوابات اس وقت تلاش کرنا ممکن نہیں ہے۔ مگر عسکری اور سیاسی تجزیہ نگاروں کا خیال ہے کہ اگر ۳۱ دسمبر ۲۰۰۱ء تک روسی فوج ملک میں جمہوریت کی بساط لپیٹ کر خود برسراقتدار نہ آئی تو چیچنیا کو آزاد ہونے سے اب کوئی نہیں روک سکے گا۔